مجلّہ ''نقوش'' لاہور کا ترقی پسند دور

اقصیٰ نسیم سندھو*

ڈاکٹر محمد اشرف کمال**

Abstract:

Naqoosh started its literary journey in March, 1948 as a representative magazine of progressive movement. Ahmed Nadeem Qasmi and Hajra Masroor were editors of this dynamic lietrary venture. Both of them were prominent figures of progressive literary movement. They have advocated the philosophy of the movement by including the writings of progressive writers in Naqoosh. In the 3rd volume of magazine, they included controversial short story of Minto "Khol Do" and as a result of that they faced six month ban on magazine. Government did not stop their pressure after the ban so in this depressing atmosphere Ahmed Nadeem Qasmi and Hajra Masror were forced to quit the editorship of the magazine in November, 1949.

قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں کراچی اور لاہور دو بڑے شہر علمی وادبی مراکز کی حیثیت اختیار کر گئے۔ انھیں دوشہروں سے ادبی رسائل کی ایک بڑی تعداد شائع ہونا شروع ہوئی۔ آزادی کے بعد جہاں پرانے رسائل جیسے نگار، سویرا، نیرنگ خیال، ادب لطیف، افکار اور ساقی جیسے رسالوں کا دوبارہ آغاز ہوا وہاں بہت سے نئے رسالے بھی جاری کیے گئے۔ مگر ان میں ایک منفرد اور ممتاز رسالہ ''نقوش'' اپنی مثال آپ رہا۔

''نقوش'' ایک رسالے کا نام نہیں رہا تھا ایک مقصد کا نام تھا۔ ایک نصب العین کا۔ (۱) قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں جاری کردہ نئے رسائل میں ''نقوش'' کی اہمیت اور مقبولیت دوسروں سے زیادہ تھی۔ کیونکہ ''نقوش'' شروع ہی سے ایک نئے انداز میں سامنے آیا۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

** صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، بھکر

''مارچ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کی ادارت میں ''نقوش ''جاری ہوا،۔۔نقوش کا سب سے اہم کارنامہ اس کے خاص نمبر ہیں۔۔۔یہ خصوصی نمبر علمی وادبی حوالے سے ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔''(۲)

محمد طفیل نے اپنی روزی کا وسیلہ کتابت کو بنایا اور مشہور کاتب تاج الدین زریں رقم کی شاگردی میں انھوں نے کتابت میں مہارت حاصل کی۔کتابت کے ساتھ ساتھ محمد طفیل نے ایک اشاعتی ادارہ بنایا، پہلے پہل انھوں نے احمد ندیم قاسمی کی کتاب جس ادارے کے تحت شائع کی اس کا نام ''مکتبۂ شعروادب'' تھا۔جوکہ انھوں نے شراکت میں بنایا تھا بعد میں ۱۹۴۴ء میں انھوں نے ادارۂ فروغ اردو کے نام سے اپنا اشاعتی ادارہ بنالیا۔

احمد ندیم قاسمی کا محمد طفیل سے تعارف اور تعلق ۱۹۴۲ء میں ہوا اور پھر یہ تعلق بڑھتا چلا گیا۔احمد ندیم قاسمی جب ''ادب لطیف'' کے مدیر تھے تو ان کی خط وکتابت ہاجرہ مسرور اور خدیجہ مستور سے رہتی تھی۔وہ دونوں پہلے لکھنؤ تھیں پھر بمبئی آ گئیں۔یہ تعلق بڑھتے بڑھتے بہن بھائی کے رشتے میں بدل گیا۔قیام پاکستان کے وقت بہنوں کا قافلہ لکھنؤ سے بمبئی ہوتا ہوا پہلے کراچی اور پھر لاہور آیا تو محمد طفیل نے ان کے آنے کی خبر قاسمی صاحب کو دی۔احمد ندیم قاسمی ان دنوں پشاور میں تھے، لاہور آئے تو محمد طفیل ان کو نسبت روڈ والے مکان پر لے گئے جہاں وہ بعد میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ سولہ سال تک مقیم رہے۔طفیل صاحب نے انہی دنوں پرچہ نکالنے کی بات کی، جس کی ادارت کا فریضہ وہ احمد ندیم قاسمی یا ان کی بہنوں کو سونپنا چاہتے تھے۔

جب رسالے کا نام رکھنے کا مرحلہ آیا تو ''نقوش'' احمد ندیم قاسمی نے تجویز کیا۔(۳) اس رسالے کی پیشانی پر احمد ندیم قاسمی نے

''زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کا ترجمان''

کے الفاظ تحریر کیے۔''نقوش'' کے اجرا کے وقت اس کی ملکیت کے حوالے سے طے کیا گیا۔اس کی شروعات اور حصص، ملکیت اور ادارت کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

''طفیل صاحب کو اس کا ڈیکلریشن بھی مل گیا۔ہاجرہ بہن اور میں اس کے مدیر مقرر ہوئے۔یہ ہم تینوں کا مشترکہ رسالہ تھا۔''(۴)

''نقوش'' کے پہلے شمارے کا سرورق معروف مصور زوبی نے بنایا تھا۔یہ شمارہ احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور نے مل کر ترتیب دیا تھا۔اس کا ابتدائیہ طلوع کے عنوان سے لکھا گیا۔اس طلوع میں ہاجرہ مسرور نے اردو میں شائع ہونے والے مختلف رسالوں کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے مجلّہ ''نقوش'' کے اجراء پر بات کی ہے۔:

ہمیشہ سے اُردو رسالوں کو جاری رکھنا جان جوکھوں کا کام رہا ہے۔بہت سے رسالے چند شماروں کے بعد ہی بند ہو جاتے ہیں۔ان رسالوں کی وجہ ناکامی بیان کرتے ہوئے اور نو زائیدہ مجلّہ ''نقوش'' کے پہلے شمارے کی پیشکش کے بارے میں ہاجرہ مسرور لکھتی ہیں:

> ''جو بھی نیا رسالہ اٹھا کر دیکھئے اس کے اداریے میں دعووں کی ایک گھنگھور گھٹا چھائی نظر آئے گی، لیکن اس کے آگے مطلع صاف، یا پھر پھٹے پھٹے بادلوں کے دو چار بے رس آوارہ ٹکڑے ۔۔۔ اس ڈر کے مارے ہم آپ کے سامنے بلند بانگ جذباتی دعووں کے ساتھ آنے کی بجائے سیدھی طرح اپنے کام کی پہلی قسط پیش کر رہے ہیں۔''(۵)

ہاجرہ مسرور نے ''طلوع'' کے نام سے ''نقوش'' کے اس پہلے شمارے میں وہ تمام وجوہات، ضرورت، اور مقاصد بتا دیے ہیں جن کی وجہ سے رسالہ ''نقوش'' جاری کیا گیا تھا۔ ''طلوع'' میں وہ پوری تصویر سامنے آ جاتی ہے جو کہ آئندہ کی تحریروں سے ''نقوش'' کی صورت میں ابھرنی ہے۔ ہاجرہ مسرور ''نقوش'' میں شامل مواد اور اس کے اجراء کے بارے میں ''طلوع'' میں لکھتی ہیں:

> ''نقوش'' کیا ہے؟ اور کیا ہوگا؟ اس کا ذرا بہت اندازہ آپ ہی لگا لیجئے، بس ہم چند لفظوں میں اتنا ضرور بتائیں گے کہ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ کس مقصد کو سامنے رکھ کر اور کیوں؟ سب سے پہلے اردو زبان کی بقاء اور نکھار کا مسئلہ ہے۔ اردو ادب آزاد عوام کی زبان ہے۔ اس لیے اردو کے فنکاروں کی ذمہ داریاں پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ ابھی فلسفہ، تاریخ و سیر، تنقید، معاشرت اور سائنس غرض کہ نئی زندگی کے بے شمار ایسے شعبے ہیں جن کی طرف ادیبوں نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ اور اس لیے اردو میں اچھا ٹھوس ادب برائے نام ہی ہے ہماری تمنا ہے کہ ''نقوش'' کے ذریعے ہم ہر بڑی اور زندہ زبان کا اچھا ادب پیش کرتے رہیں۔ اس سلسلے میں افسانہ اور نظم کی پابندی نہیں۔ ''نقوش'' میں شائع ہونے والے ترجمے زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہوں گے۔ جن کا براہ راست تعلق ادب سے ہوتا ہے۔''(۶)

طلوع میں ہاجرہ مسرور نے اس کے مضامین پر روشنی ڈالی ہے اور ادب کے موضوعات پر بات کرتے ہوئے ان حقائق کے ادراک کی بات کی ہے جن سے ادب کسی صورت منہ نہیں پھیر سکتا۔ انھوں نے بتایا ہے کہ اس نئے دور اور نئے ملک میں ہمارے مسائل اور زندگی کے دھارے تبدیل ہو گئے ہیں۔ جو ادب ہماری بدلی ہوئی زندگی کا احاطہ نہیں کرے گا وہ ادب اپنا مقام نہیں بنا سکے گا نہ اس ادب کا ہماری زندگیوں میں کوئی عمل دخل ہوگا۔ ہمیں ادب تخلیق اور ترتیب دیتے ہوئے ان مقاصد کو سامنے رکھنا ہوگا جن کے لیے یہ نیا وطن حاصل کیا گیا ہے۔ غلام یٰسین لکھتے ہیں:

> ''مجلّہ ''نقوش'' ابتدا میں ترقی پسند تحریک کا نمائندہ تھا اور اس نے تحریک کی کامیابی کے لیے اپنا کردار بھی ادا کیا کیونکہ اس کے ابتدائی مدیر احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور ترقی پسند تحریک سے تعلق رکھتے تھے۔''(۷)

ہاجرہ مسرور نے پہلے ہی شمارے میں اپنے نظریات اور ترقی پسند تحریک سے کومٹ منٹ کا اظہار کھلے

لفظوں میں کر دیا تھا۔ ہاجرہ مسرور ''طلوع'' کے آخر میں لکھتی ہیں:

''ہم آزاد ہیں اور اپنے ملک کے وفادار ہیں۔ اس لیے لازمی طور پر ترقی پسند ہیں۔''(۸)

مجلّہ ''نقوش'' کے پہلے شمارے میں شمارہ نمبر نہیں ڈالا گیا۔ نہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی ترتیب کیا ہوگی۔ حسن وارثی لکھتے ہیں:

''نقوش کی اولین اشاعت عجب کڈھنگی نکلی تھی۔ سال وماہ کجا شمارہ نمبر کی بھی نشاندہی اداریہ پڑھ کر ہی معلوم ہوسکتی تھی۔ دوسری اشاعت کے بعد شمارہ دینا رواج پایا۔''(۹)

''نقوش'' کے پہلے شمارے میں وہ سب کچھ تھا جو کہ کسی رسالے میں ہونا چاہیے۔ شروع میں ہاجرہ مسرور کا لکھا ہوا اداریہ ''طلوع'' کے عنوان سے دیا گیا۔ ''طلوع'' کے بعد چار مقالات شائع ہوئے۔ ان مقالات میں خالد حسن قادری کا ''نیا افق''، عزیز احمد کا ''مرزا فرحت اللہ بیگ کا مزاحیہ اسلوب''، غلام رسول مہر کا ''کمال الدین اسمٰعیل اصفہانی''، فلک پیما کا ''اُردو زبان'' جیسے مقالات شامل ہیں۔

مقالات کے بعد نظمیں اور رباعیات شامل کی گئی ہیں۔ حفیظ جالندھری کی نظم ''خطبہ صدارت''، سیماب اکبرآبادی اور احمد ندیم قاسمی کی رباعیات، یوسف ظفر کی نظم ''ابرِرواں''، قیوم نظر کی ''مناجات''، قتیل شفائی کی نظم ''مشورہ'' شامل کی گئی ہیں۔ افسانوں کے ضمن میں کرشن چندر کا افسانہ ''بھیروں کا مندر لمیٹڈ''، احمد ندیم قاسمی کا ''میں انسان ہوں''، ہاجرہ مسرور کا ''بڑے انسان بنے بیٹھے ہو''، عزیز احمد کا ''میرا دشمن میرا بھائی''، ولیم سینسم کا ''فاختائیں'' کو نقوش کے پہلے شمارے میں شائع کیا گیا ہے۔

غزلوں کے باب میں اثر لکھنوی، فراق گورکھپوری، حفیظ ہوشیارپوری، علی سردار جعفری، احمد ندیم قاسمی سیف الدین سیف، مختار صدیقی اور عبدالحمید عدم کی غزلیں شائع کی گئی ہیں۔

ہماری زبان کے عنوان سے ڈاکٹر عبدالحق، سیماب اکبرآبادی، خواجہ احمد فاروقی، احتشام حسین، نورالحسن ہاشمی اور رضیہ مستور کی تحریریں ''نقوش'' کے پہلے شمارے کی زینت بنائی گئی ہیں۔

ہماری دنیا کے عنوان سے عبدالمجید سالک کی تحریر ''مسئلہ فلسطین'' شامل ہے۔ ہمارا سماج کے عنوان سے ہاجرہ مسرور کی تحریر ''کچھ تو کہیے'' اور فلم کے حوالے سے اے قدوس کی تحریر ''ڈاکومنٹری'' اس شمارے میں شامل ہے۔

شمارے کے آخر میں نئی کتابوں کا تعارف دیا گیا ہے جن میں 'ہم وحشی ہیں' (کرشن چندر)، 'نئی دنیا کو سلام' (علی سردار جعفری) شامل ہیں۔(۱۰)

''نقوش'' کے پہلے شمارے میں شامل شخصیات اور نگارشات اردو رسائل کی تاریخ میں ایک اہم اور تاریخ ساز صحیفہ کے آغاز کی نشاندہی کرتی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد کے ابتدائی سالوں میں اتنے معروف ناموں سے رابطہ اور ان سے تازہ نگارشات کی جمع آوری مرتبین اور مالک ادارہ کے عزم کی ترجمان تو ہیں مگر ادب نشر واشاعت کے ایک نئے رجحان کی بھی نقیب ہیں۔

''نقوش'' کے پہلے شمارے کے مندرجات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرتبین نے اپنے اولین شمارے کو شعر و ادب اور افسانہ و غزل تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ادب کو وسیع تر حوالوں سے دیکھا ہے۔ ایسے حوالے جن میں تہذیب و ثقافت، قلم اور معاشرتی و سماجی اور نفسیاتی اور اقتصادی پہلوؤں سے بھی ادب کو تخلیق کرنے اور اس کا مطالعہ کرنے کے راستے سجھائے گئے ہیں۔ ہماری دنیا، ہماری زبان، ہمارا سماج، فلم وغیرہ کے عنوانات قائم کر کے مطالعہ ادب کے دائرے کو وسیع کیا گیا ہے۔ اس طرح نئی کتابوں پر تبصرہ کا جداگانہ عنوان اور حصّہ کر کے جہاں نئی چھپنے والی کتابوں پر مختصر آرا دی گئی ہیں۔ وہاں قارئین کو بھی رفتارِ ادب اور تازہ کتابوں سے متعارف کرایا گیا ہے۔

احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کو ''نقوش'' کی ادارت کے لیے بہت سوچ سمجھ کر چنا گیا تھا۔ اردو ادب اور خاص طور پر ادبی رسائل کی ادارت کے حوالے سے اُس وقت احمد ندیم قاسمی کا کام قابلِ ذکر تھا۔ احمد ندیم قاسمی نے ملک کے معروف مشاہیرِ ادب کے ساتھ ساتھ نئے لکھنے والوں کو بھی نقوش میں لکھنے کی دعوت دی۔

وہ دور ترقی پسند تحریک کے عروج کا دور تھا۔ ترقی پسند تحریک کو اپنے تمام تر نظریات اور زور کے باوجود قیامِ پاکستان کے بعد کوئی فعال کردار سوچنے کو تیار نہیں تھا۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> ''اس دور میں ترقی پسند تحریک اپنی فعالیت کو باندازِ دگر ظاہر کر رہی تھی اور مدیران ''نقوش'' اس تحریک کے سرگرم ارکان تھے، چنانچہ ابتدا میں ''نقوش'' نے بھی ترقی پسند تحریک کی علمبرداری کے فرائض سرانجام دئے اور اس میں ادبی مواد کے ساتھ نیم سیاسی مواد بھی پیش کیا گیا اس کی روش جارحانہ ہوگئی اور ادب خاموش اور عبادت گزار عمل سے ہٹ کر ''نقوش'' کے طلوع میں اس قسم کے بیانات ظاہر ہونے لگے: ہم ملک کے تمام کارخانوں، زمینوں، اداروں حتیٰ کہ ان پیرانِ عظام کے آستانوں کو بھی قومی ملکیت بنانا چاہتے ہیں۔''(۱۱)

نقوش احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کی ادارت کی وجہ سے ایک ترقی پسند رسالہ کی حیثیت سے سامنے آیا۔ یہ ترقی پسند تحریک کی ترجمانی کرنے لگا اور اس میں ادبی تخلیقات کے ساتھ ساتھ نیم سیاسی تحریریں بھی شامل کی جانے لگیں۔(۱۲) احمد ندیم قاسمی، ہاجرہ مسرور کا تعلق چونکہ ترقی پسند تحریک سے تھا لہٰذا ان کا جھکاؤ بھی ترقی پسندیت کی طرف رہا اور ان کے دور میں نقوش ایک ترقی پسند رسالے کے طور پر سامنے آیا۔ احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

> ہم مدیران ''نقوش''، انجمن ترقی پسند مصنفین سے وابستہ تھے بلکہ اس کے عہدہ دار بھی تھے اس لیے خفیہ پولیس کے اہل کاروں نے ادارۂ فروغِ اردو کے باہر ڈیرا ڈال دیا تھا۔ طفیل صاحب اس صورتِ حال سے پریشان تو تھے مگر اس عرصے میں وہ حالات کا مطالعہ خاموشی اور سنجیدگی سے کرتے رہے۔ میں نے منٹو کا افسانہ ''کھول دو'' ''نقوش'' میں درج کیا تو حکومت کو حملہ آور ہونے کا بہانہ مل گیا چنانچہ ''نقوش'' کو (اور ساتھ ہی کسی بہانے ''ادبِ لطیف'' اور ''سویرا'' کو بھی) سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ ماہ کے لیے بند کر دیا گیا۔''(۱۳)

پابندی مگر سوچوں اور نظریات کا دھارا موڑنے میں ناکام رہی۔ اظہار خیال پر پابندی لگنے سے خیال آنے بند نہیں ہو جاتے۔ کچھ بھی حالات ہوں احمد ندیم قاسمی اپنے نظریات سے پیچھے ہٹنے پر تیار نہیں تھے۔ پابندی کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی ''نقوش'' کے پانچویں شمارے کے ''طلوع'' میں لکھتے ہیں:

> ''چھ مہینے کے لیے ہمارے قلم کی نوک مڑی رہی، ہماری بدلتی ہوئی زندگی کے تقاضے ایک ایک کر کے ہمارے سامنے سے گزرتے رہے ہماری طرف ہاتھ پھیلاتے رہے ،ہمیں اپنی طرف بلاتے رہے اور ہم بے بس تھے، ہم آزاد پاکستان کے آزاد ادیب بے بس تھے اس لیے ہم نے نقوش نمبر۳ میں سعادت حسن منٹو کا ایک افسانہ ''کھول دو'' چھاپ دیا تھا جس کے بارے میں حکومت مغربی پنجاب کو یہ شکایت ہوگئی تھی کہ وہ امن عامل کے خلاف ہے۔ وہ کونسا زاویہ تھا جس سے اس بے ضرر اور خالص افادی کہانی کو امن عامل کا دشمن قرار دیا گیا اس سے ادب نقوش اور پاکستان کا ہر پڑھا لکھا انسان اب تک بے خبر ہے۔ لیکن ہم اپنی حکومت سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا صدیوں کی محکومیت کے بعد آزادی کی نعمتوں سے ہم ادیبوں کو اسی صورت میں بہرہ یاب ہونا تھا۔ کیا قیام پاکستان کے سلسلے میں ہماری قلمی و عملی سرگرمیوں کا اعتراف اسی طرح مناسب تھا کہ ہمارے معیاری ادبی رسالوں کی زبانیں چھ مہینوں کے لیے کات لی جائیں؟ کیا ایک بہتر زندگی کی تمنا اتنی بڑی ''نوازش'' کی سزاوار تھی۔'' (۱۴)

اولین دور میں نقوش کے لئے بعض دوسرے مسائل بھی پیدا ہوئے۔ جن مس سرفہرست سعادت حسن منٹو کے معروف افسانے'' کھول دو'' کی اشاعت سے پیدا ہونے والا مسئلہ تھا۔ منٹو کا یہ افسانہ نقوش کے تیسرے شمارے (مطبوعہ جولائی ۱۹۴۸ء) میں شائع ہوا۔ اس کی اشاعت پر 'نقوش' کی اشاعت پر چھ ماہ کی پابندی لگ گئی۔ سعادت حسن منٹو بمبئی سے ہجرت کر کے پاکستان جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی اور پھر لاہور آئے۔ افسانہ ''کھول دو'' ان کے پاکستانی دور کے اولین افسانوں میں نمایاں اور معروف افسانہ ہے جو فسادات کے پس منظر میں لکھا گیا۔

''نقوش'' کے چوتھے شمارے میں منٹو کا افسانہ (؟) شامل کیا گیا۔

اس دور میں جو افسانے شائع کیے گئے ان کے موضوعات فسادات اور تقسیم کے حوالے سے پیش آنے والے مسائل تھے۔ دونوں ملکوں میں مہاجرین کو بہت سے مسائل کا سامنا تھا۔ ان مسائل کو اردو ادب میں نمایاں جگہ دی گئی۔ منٹو کا افسانہ ''کھول دو'' بھی فسادات کے حوالے سے ہے۔ یہ ایک بوڑھے اور اس کی بیٹی سکینہ کی کہانی ہے بوڑھے کے بیٹے اور داماد فسادات میں مارے جاتے ہیں۔ بوڑھا بیٹی کو بچا کے پاکستان لانے کے لیے دہلی سے پاکستان جانے والی گاڑی کے لیے اسٹیشن کی طرف بھاگتا ہے۔ راستے میں کچھ مسلمان رضا کار اس کی بیٹی کو دھوکے سے ساتھ لے جاتے ہیں اور اسے چھ روز تک زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ افسانہ ''نقوش'' کے شمارہ ۳ میں شائع کیا

گیا۔ اور اس پر عریانی اور فحاشی جیسے الزامات عائد کیے گئے۔ جب کہ اس افسانے میں منٹو نے مجبور و بے کس لوگوں کو درپیش حالات میں سے ایک رخ دکھایا تھا۔ اور یہ افسانہ حقیقت نگاری کا پرتو تھا۔ ڈاکٹر انوار احمد اس افسانے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''فسادات پر سب سے موئثر کہانی ''کھول دو'' ہے۔ عام طور پر افسانہ نگاروں نے اس موقع پر یا تو ستر پوشی کی ہے یا پھر زخموں کی نمائش، یہاں منٹو کے فن میں ان مجسمہ سازوں اور مصوروں کا ہنر یا جوہر جذب ہو گیا ہے جو مقدس عورتوں کے برہنہ مجسمے یا تصویریں بناتے ہیں مگر ان کی تخلیقات کی معصومیت سفلی جذبات کو برانگیختہ نہیں ہونے دیتی۔'' (۱۵)

عدالتی کاروائی کے بعد نقوش کی بندش کے احکام جاری ہوئی۔ نقوش کے چوتھے پرچے (اگست ۱۹۴۸ء) کے بعد نقوش کا اگلا یعنی پانچواں شمارہ مارچ اپریل ۱۹۴۹ء کو شائع ہوا)۔ درمیان کے چھ مہینے نقوش شائع نہیں ہوا۔

''کھول دو'' کے حوالے سے عدالتی کاروائی سے اہلِ قلم بھی متاثر ہوئے اور اس کے نتیجے میں نقوش کی بندش پر بھی اکثر مصنفین اور ادیبوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔

اگر ہم احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کے مرتب کے گئے دس شماروں کے تخلیق کاروں اور مضمون نگاروں کے ناموں کا ایک جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان میں بیشتر ترقی پسند ہیں۔

''نقوش'' کے پہلے دس شماروں کے تخلیق کاروں اور نثر نگاروں میں احمد ندیم قاسمی، ہاجرہ مسرور، فیض احمد فیض، جاں نثار اختر، اختر اورینوی، قیوم نظر، معین احسن جذبی، خواجہ احمد عباس، ڈاکٹر تاثیر، جوش ملیح آبادی، سعادت حسن منٹو، کرشن چندر، اختر ہوشیار پوری، عبادت بریلوی، احتشام حسین، اختر الایمان، ادا جعفری، مہندر ناتھ، اپندر ناتھ اشک، ظہیر بابر، ابراہیم جلیس، فراق گورکھ پوری، حمید اختر قریشی، قمر ہاشمی، مخدوم محی الدین، سلام مچھلی شہری، خدیجہ مستور، ممتاز حسین، صہبا لکھنوی (مدیر مجلّہ افکار) احمد فراز، عصمت چغتائی، گمنام ترقی پسند، غلام ربانی تاباں، صفیہ شمیم ملیح آبادی، آنند نرائن ملا، عزیز احمد، علی سردار جعفری، ساحر لدھیانوی، مخمور جالندھری، بلراج کومل وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور نے بڑی محنت سے بڑے بڑے لوگوں سے ''نقوش'' کے لیے تخلیقات حاصل کیں۔

''نقوش'' کے پہلے ادارتی دور میں کوشش کی گئی کہ اس میں وہ تحریریں شامل کی جائیں جن کا تعلق ترقی پسندی سے ہو۔ پہلے دس شماروں میں شامل ترقی پسندیت کے حوالے سے نظموں میں زبوں حال مزدور، مزدور کا ترانہ، جدوجہد، ہگلی کا خون، ترقی پسند مصنفین اور معترضین، ادب سے متعلق چند سوالات از ماوزے تنگ (ترجمہ: طفیل احمد خان)، نیا دور نئے رہزن از جگن ناتھ آزاد، سیاسی مخبر از تیغ الہ آبادی، آمریت کی قربان گاہ پر از شریف کنجاہی، اندھیرا، جنگ، نغمۂ انساں از احمد ندیم قاسمی، ہندوستان اور پاکستان کا نعرہ از جوش ملیح آبادی، شودر از فکر تونسوی، ظلم کے خلاف لڑنے والے فنکاروں کے نام از احمد ندیم قاسمی، چنگ کنگ سے چلی تک از احمد ندیم قاسمی جیسی نظمیں شامل ہیں۔

''نقوش'' میں شائع ہونے والے ترقی پسند مضامین میں عوام کو امن نصیب ہو، ترقی پسند تحریک از عبادت

بریلوی، ترقی پسند ادب اور حب الوطنی از ساحر لدھیانوی، ادیب اور عوامی ادب از فکر تونسوی، روئیداد انجمن ترقی پسند مصنفین جیسی تحریریں شامل کی گئی ہیں۔

جن کتب پر تبصرہ کیا گیا ان میں سامراج اور عوام،، ریاست کیا ہے، مشرقی یورپ کا زرعی انقلاب، نئی دنیا کو سلام، وہ کتابیں ہیں جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح تحریک سے بنتا ہے۔

یہ وہ تمام سیاسی اور ادبی حالات تھے جس کی وجہ سے ''نقوش'' جیسا رسالہ اپنے ترقی پسند مدیروں کی وجہ سے حکومت وقت کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا۔

''نقوش'' پر پابندی اور حکومت کی نظروں میں آجانے کی وجہ صرف اور صرف اس کے مدیران کا ترقی پسند تحریک سے تعلق تھا۔ اور اسی تعلق اور ''نقوش'' میں ترقی پسند ادیبوں کی تحریریں شائع کرنے کی پاداش میں یہ رسالہ اپنے آغاز ہی سے حکومت وقت کے عتاب کے زیر اثر آ گیا۔ احمد ندیم قاسمی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''چند بزرگوں نے پینترے اور ماسک (MASK) بدل بدل کر حملے کیے۔ اور اس عالمی ادبی تحریک کو خالص سیاسی تحریک کا نام دے کر اسے بدنام کرنے کی تحریک جاری رکھی۔ مخالف ادیبوں نے ماورائیت، روحانیت اور وطنیت کے دائرے میں اچھل اچھل کر کوسا، خفیہ پولیس نے ترقی پسند ادیبوں کے گھروں پر جا کر ان سے ان کے ''خطرناک'' عزائم کے بارے میں سوال پوچھے۔ نت نئی افواہیں اڑائی گئیں۔۔۔ عالیشان بنگلوں میں بیٹھے ہوئے ادیبوں نے تبصرہ فرمایا کہ کہ ''ترقی پسندی کے جراثیم افلاس اور بیکاری کے کوڑے میں پروان چڑھتے ہیں غرض پاکستان کے خلاق ادیبوں کے نصب العین، ان کے ادب اور ان کی ثقافتی سرگرمیوں اور ان کی ذات اور نجی معاملات تک پر حملے کیے گئے لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انجمن ترقی پسند مصنفین کے ہفتہ وار اجلاسوں میں بیس تیس اصحاب کے بجائے سینکڑوں ادب دوست آنے لگے۔'' (۱۶)

نومبر ۱۹۴۹ء میں کل پاکستان ترقی پسند مصنفین کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک کے تمام حصوں سے ترقی پسندوں نے شمولیت کی، اس کانفرنس میں احمد ندیم قاسمی کو کُل پاکستان ترقی پسند مصنفین کا جنرل سیکرٹری منتخب کر لیا گیا۔ احمد ندیم قاسمی کے جنرل سیکرٹری منتخب ہونے کے بعد حکومتی کارندوں اور خفیہ پولیس والوں نے اور زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔ احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

> ''انہی دنوں کا ذکر ہے جب طفیل صاحب نسبت روڈ کے مکان پر میرے پاس آئے اور ''نقوش'' کو عملاً بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ انھوں نے واضح طور پر کہہ دیا کہ ہماری شخصی محبت اپنی جگہ مگر خفیہ پولیس کی مسلسل دھمکیاں اور پوچھ گچھ کا سلسلہ اب ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ اس لیے رسالے کو موجودہ صورت میں جاری رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔'' (۱۷)

ان دس شماروں میں احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور نے ''نقوش'' کے سات عام شمارے اور تین خاص نمبر شائع کیے، شمارہ نمبر۴ ''آزادی نمبر''، شمارہ نمبر سات ''عالمگیر نمبر'' اور شمارہ نمبر آٹھ ''آزادی نمبر'' کے طور پر شائع کیا گیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

شمارہ نمبر۱	عام شمارہ	مارچ ۱۹۴۸ء	صفحات ۸۴
شمارہ نمبر۲	عام شمارہ	اپریل ۱۹۴۸ء	صفحات ۸۰
شمارہ نمبر۳	عام شمارہ	جولائی ۱۹۴۸ء	صفحات ۱۰۴
شمارہ نمبر۴	شمارہ آزادی نمبر	اگست ۱۹۴۸ء	صفحات ۲۶۴
شمارہ نمبر۵	عام شمارہ	مارچ اپریل ۱۹۴۹ء	صفحات ۲۰۰
شمارہ نمبر۶	عام شمارہ	مئی جون ۱۹۴۹ء	صفحات ۱۱۰
شمارہ نمبر۷	عالمگیر امن نمبر	جولائی ۱۹۴۹ء	صفحات ۱۵۲
شمارہ نمبر۸	آزادی نمبر	اگست ستمبر ۱۹۴۹ء	صفحات ۲۴۰
شمارہ نمبر۹	عام شمارہ	اکتوبر ۱۹۴۹ء	صفحات ۸۰
شمارہ نمبر۱۰	عام شمارہ	نومبر ۱۹۴۹ء	صفحات ۷۲

''نقوش'' کے اس ادارتی دور میں احمد ندیم قاسمی نے تین اور ہاجرہ مسرور نے سات اداریے لکھے۔ ان اداریوں کے بارے میں ڈاکٹر سرفراز احمد لکھتے ہیں:

> ''یہ اداریے ادبی رسائل کی تاریخ میں منفرد نوعیت کے حامل ہیں۔ ان اداریوں نے حق گوئی و بے باکی کی نئی طرح ڈالی۔ ان اداریوں کے لب و لہجے کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اگرچہ اس دور میں صحافت، خاص طور پر ترقی پسند صحافت پر متنوع پابندیاں عائد تھیں مگر اس کے باوجود جرت کا مظاہرہ کرنے والے اور خم ٹھونک کر میدان میں اترنے والے موجود تھے۔ ''نقوش'' کے بعد کے ادوار میں اس نوع کے اداریے لکھنے کی رسم ختم ہوگئی۔''(۱۸)

شمارہ دس کے بعد ''نقوش'' کا ایک زریں دور اپنے اختتام کو پہنچا۔ ہم اس دور کو ترقی پسند دور سے موسوم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس دور میں زیادہ تر تحریریں ترقی پسند مواد پر مبنی تھیں اور ترقی پسند مواد شائع کرنے ہی کے جرم میں ''نقوش'' پر حکومت وقت نے پابندی لگائی تھی۔ حکومت کی جانب سے انھیں پابندیوں، دھمکیوں اور مسائل کی وجہ سے ''نقوش'' کی ادارت تبدیل کی گئی۔

مارچ ۱۹۴۸ء میں ''نقوش'' کا اجرا ہوا تو صرف تین عام نمبروں کے بعد، اس وقت کی ادب نواز حکومت نے اسے منٹو کا افسانہ چھاپنے کے جرم میں چھ مہینے کے لیے بین کر دیا۔ تین عام نمبروں کی اشاعت کسی ساکھ کی

ضامن نہیں ہوتی۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ نہ صرف ادیبوں بلکہ عام قاری نے بھی اس قید کو بری طرح محسوس کیا چھ ماہ کی قید بھگتنے کے بعد جب نقوش دوبارہ شائع ہوا تو چھ سات نمبر مرتب کر کے احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ بعض مجبوریوں کی بنا پر ادارت سے دستبردار ہو گئے۔ (۱۹) احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کا یہ ادارتی دور مارچ ۱۹۴۸ء سے اپریل ۱۹۵۰ء تک رہا۔ جو صحیح معنوں میں ''نقوش'' کا ترقی پسند دور تھا۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالقدوس دسنوی، محمد طفیل اور نقوش، محمد طفیل نمبر، جلد اول، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۴۷

۲۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، اردو ادب کے عصری رجحانات میں مجلّہ افکار کراچی کا کردار، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۸ء، ص ۳۳

۳۔ احمد ندیم قاسمی، ایک روداد رفاقت و محبت، مشمولہ نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر، جلد اول ص ۱۷

۴۔ ایضاً

۵۔ ہاجرہ مسرور، طلوع، نقوش لاہور، شمارہ نمبر ۱، مارچ ۱۹۴۸ء، لاہور: ادارہ فروغ اردو ص ۳

۶۔ ایضاً، ص ۴

۷۔ غلام یٰسین، اردو افسانے کی روایت اور مجلّہ نقوش، مقالہ برائے ایم فل، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ۱۹۹۵ء، ص ۳۸

۸۔ ہاجرہ مسرور، طلوع، نقوش لاہور، شمارہ نمبر ۱، مارچ ۱۹۴۸ء، ص ۴

۹۔ حسن وارثی، دسوں انگلیاں دسوں چراغ (نقوش کے دس سال)، مشمولہ محمد نقوش مرتبہ سید معین الرحمٰن، ملتان: کاروان ادب، ۱۹۸۳ء، ص ۲۲۳

۱۰۔ نقوش، شمارہ نمبر ۱، مارچ ۱۹۴۸ء

۱۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳۸

۱۲۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں، لاہور مجلس ترقی ادب، جون ۱۹۶۳ء

۱۳۔ احمد ندیم قاسمی، ایک روداد رفاقت و محبت، مشمولہ نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر، جلد اول، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۱۷

۱۴۔ احمد ندیم قاسمی، طلوع، نقوش لاہور، شمارہ نمبر ۵، ۱۹۴۸ء، ص ۳

۱۵۔ انوار احمد، اردو افسانہ تحقیق و تنقید، ملتان: بیکن بکس، ۱۹۸۸ء ص ۲۱، ۲۲

۱۶۔ احمد ندیم قاسمی، طلوع، نقوش لاہور، شمارہ نمبر ۵، ۱۹۴۸ء، ۳، ۴

۱۷۔ احمد ندیم قاسمی، ایک روداد رفاقت و محبت، مشمولہ نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر، جلد اول، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۱۸

۱۸۔ سرفراز احمد، ڈاکٹر، مجلّہ نقوش کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ، مشمولہ تحقیق، سندھ یونیورسٹی جام شورو، حیدر آباد، شمارہ ۱۶، ۲۰۰۸ء، ص ۲۳۹

۱۹۔ خدیجہ مستور، نقوش کے خاص نمبر، مشمولہ محمد نقوش مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، ص ۲۰۵